میثم قادری

پانی اور تحقیقاتِ رضویہ

مُفتی محمد اختر حسین قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پانی اور تحقیقاتِ رضویہ

مؤلف

مفتی محمد اختر حسین قادری
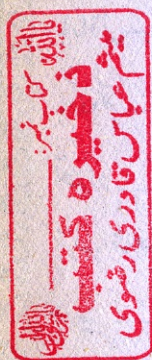
ادارہ معارفِ نعمانیہ شادباغ لاہور پاکستان ✹ رضوی فاؤنڈیشن پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلہ اشاعت 153

بفیضانِ کرم:۔ شیخ السلام والمسلمین نبیرۂ اعلیٰحضرت جانشین مفتئ اعظم حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری بریلوی دامت برکاتہم العالیہ

نام کتاب .... پانی اور تحقیقاتِ رضویہ

مصنف .... مُفتی مُحمّد اختر حسین قادری

بار اوّل .... صفر المظفر 1423ھ/2002 دہلی

بار دوئم .... صفر المظفر 1429ھ/فروری 2008

تعداد 1100

شرفِ اشاعت .... ادارہ معارف نعمانیہ لاہور/ رضوی فاؤنڈیشن پاکستان

ہدیہ .... دُعائے خیر بحق معاونین

نوٹ:۔ بیرون جات کے شائقین مطالعہ 12 روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال فرما کر طلب فرمائیں

ملنے کا پتہ

اِدارۂ معارفِ نعمانیہ زیر انتظام رضوی فاؤنڈیشن پاکستان

323 مرکزی جامع مسجد حنفیہ غوثیہ شادباغ لاہور پاکستان E-mail: rizvifoundation@hotmail.com

منقبت بحضور امامِ اہلسنت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز

(از حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی)

زینتِ سجادہ و بزمِ قضا ملتا نہیں
لعل یکتائے شہ احمد رضا ملتا نہیں

وہ جو اپنے دور کا صدیق تھا ملتا نہیں
محرم رازِ محمد مصطفیٰ ملتا نہیں

اب چراغ دل جلا کر ہو سکے تو ڈھونڈیئے
پرتوِ غوثؓ و رضاؔ و مصطفیٰ ملتا نہیں

عالمِ سوزِ دروں کس سے کہوں کس سے کہوں
چارہ سازِ دردِ دل دردِ آشنا ملتا نہیں

عالموں کا معتبر وہ پیشوا ملتا نہیں
جو مجسم علم تھا وہ کیا ہوا ملتا نہیں

زاہدوں کا وہ مسلم مقتدا ملتا نہیں
جس پہ نازاں زہد تھا وہ پارسا ملتا نہیں

فردِ افرادِ زماں وہ شیخِ اشیاخِ جہاں
کاملانِ دہر کا وہ منتہا ملتا نہیں

استقامت کا وہ کوہِ محکم و بالا تریں
جس کے جانے سے زمانہ ہل گیا ملتا نہیں

چار یاروں کی ادائیں جس میں تھیں جلوہ نما
چار یاروں کا وہ روشن آئینہ ملتا نہیں

ایک شاخِ گل نہیں سارا چمن اندوہگیں
مصطفیٰ کا عندلیبِ خوشنوا ملتا نہیں

مفتئ اعظم کا ذرہ کیا بنا اخترؔ رضا
محفلِ انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

دعاء جمیل

جامع معقول ومنقول علامہ الحاج مفتی شبیر حسن رضوی صاحب قبلہ مدظلہ العالی

شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ روناہی

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد:

پیش نظر رسالہ عزیزی الاسعد مولانا محمد اختر حسین قادری سلمہ نے ترتیب دیا ہے عزیزی موصوف بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں اسلوب بیان بہت اچھا ہوتا ہے ایک اچھے باصلاحیت پختہ کار درس عالیہ ونظامیہ کے مدرس ہیں برابر لکھتے پڑھتے رہتے ہیں۔

رسالہ مذکورہ میں پانی کے رنگ اور اس میں مسامات ومنافذ سے متعلق امام احمد رضا قدس سرہ کی تحقیقات کو سہل انداز میں پیش کیا ہے، امام احمد رضا قدس سرہ کے علم وفن کا عالم یہ تھا کہ فلکیات ہوں یا ارضیات معدنیات ہوں یا کائنات الجوسب پر نہایت گہری اور یکساں نظر رکھتے تھے۔

امام کی کتابوں کے مطالعہ سے ایسا لگتا ہے کہ ان کے علوم الہامی ومشاہداتی ہیں اور وہ اللہ جل شانہ کے عطا فرمودہ نور سے ہر شے کو دیکھا کرتے تھے۔کماورد فی الحدیث۔اتقوا فراسة المؤمن فانه ینظر بنور اللّٰه۔

مولیٰ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو امام موصوف کے اقوال ونظریات جاننے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور عزیزم مولانا محمد اختر حسین قادری سلمہ کو اسی طرح مزید دینی کاموں اور نئے نئے عنوانات پر لکھنے کی توفیق بخشے۔آمین بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

فقط محتاج دعا

شبیر حسن رضوی غفرلہٗ القوی

۱۸؍رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ

باسمہ تعالیٰ

الحمدللّٰہ الذی انزل من السماء ماء لیخرج بہ حبا و نباتا والصلوۃ والسلام علی رسولہ الذی بشر المومنین جنات الفافا وعلیٰ اٰلہ وصحبہ الذین وعدھم اللہ کأساً دھاقا۔

امابعد! پانی اللہ رب العزت کی ایسی عظیم نعمت ہے جس کی جلوہ نمائی کائنات کے ذرے ذرے میں ہے، حیوانات ونباتات کی شاید ہی کوئی نوع اس کے دائرۂ فضل وکرم سے الگ اور مستثنیٰ ہو، یہی وہ لطیف وسیال مادہ ہے جس میں پروردگار عالم نے ایک ایسا حیات بخش جوہر ودیعت فرمادیا ہے جس سے پژمردہ کلیوں کو شگفتگی میسر ہوتی ہے، مردہ کھیتیاں سرسبز وشاداب ہوتی ہیں اور جاں بلب انسان حیات نو پاتا ہے۔

بھلا یہ کیسے ہوسکتا تھا کہ ایسے قیمتی اور انمول جوہر کی حقیقت وماہیت اور اس کے اوصاف سے متعلق انسانی دماغ نے کچھ تلاش وجستجو، تحقیق وتفتیش نہ کی ہو اور اس کا سراغ نہ لگایا ہو۔

بلاشبہ ماہرین طبعیات نے اس کی حقیقت کو تلاش کیا، اس کی طبیعت اور اوصاف کا پتہ لگایا اور اپنے اپنے نظریات پیش کیے، ان ماہرین کے اقوال و نظریات سے اکثر وبیشتر علمی طبقہ واقف ہے مگر پانی سے متعلق امام احمد رضا نے جو نظریات قرآن وسنت اور اقوال ائمہ کی روشنی میں پیش کیے نہ یہ کہ ان نظریات سے عام اہل علم ناواقف ہیں بلکہ خود ان کے ماننے والے طبقوں کو بھی اس کی کم ہی خبر ہے۔ جبکہ امام احمد رضا کی باتیں ایسی نہیں جن پر دھیان نہ دیا جائے اور جنہیں

قابل اعتناء نہ سمجھا جائے وہ تو علماء فحول کے معتمد و مستند اور زینت بزم تحقیق و تدقیق ہیں اور آج تک ان کے پیش کردہ نظریات کو اہل انصاف میں سے کوئی بھی رد نہ کر سکا بلکہ اگر کوئی کسی وجہ سے غلط فہمی کا شکار تھا تو علم و آگہی کے اجالے میں آتے ہی ان کی بارگاہ میں سجود نیاز لٹانے میں اپنا فخر سمجھا ابھی چند سال پیشتر کی بات ہے محترم ڈاکٹر سید عبد اللہ طارق (انجینئر علیگ) صاحب نے جب ان کی تحقیقات کو دیکھا تو اگرچہ ان کے حلقۂ ارادت سے متعلق نہ تھے مگر برملا اظہار حقیقت کرتے ہوئے یہ لکھا:

''امام صاحب کے علم کی عظمتوں کے کس پہلو کو بیان کروں وہ علم کے سمندر تھے ایک موج تک پہونچنے کی کوشش کرتا ہوں کہ اگلی سرسراتی ہوئی ہوا سر کے اوپر سے گزر جاتی ہے اور حد نگاہ تک ایسی موجیں ہی موجیں نظر آتی ہیں کیا سمندر کو کبھی کوزے میں بند کیا جا سکتا ہے؟ اور پھر یہ خاکسار تو ابھی تازہ بتازہ ان کے مداحوں کی فہرست میں وارد ہوا ہے۔'' (اعترافات رضا ص ۷)

اور پھر مختلف مسائل پر امام صاحب کی علمی تحقیقات کو پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''امام احمد رضا پچھلی کئی صدیوں کی تاریخ میں وہ واحد نام ہے جو بیک وقت تفسیر، حدیث، فقہ، تصوف، ادب، نعتیہ شاعری، علم کلام، منطق، فلسفہ، ہئیت، نجوم، توقیت، جفر، تکسیر، تقابل ادیان، جغرافیہ، سائنس، ریاضی، معاشیات، عمرانیات، لسانیات، الغرض الٰہیات، ارضیات، فلکیات اور بحریات کے (ماہرین کے اندازے کے

مطابق) کم وبیش ۵۰ علوم کا نہ صرف ماہر تھا بلکہ استحضار کی کیفیت یہ تھی

کہ فی البدیہہ حوالے بھی اس کی نوک زبان پر رہا کرتے تھے“

(کتاب مذکورہ ص ۱۵)

حقیقت کو لاکھ چھپایا جائے مگر وہ آشکارہ ہو کر ہی رہتی ہے اور جن قلوب و اذہان میں حق قبول کرنے کی صلاحیت رہتی ہے وہ قبول کرنے میں ذرا بھی تامل نہیں کیا کرتے ہیں، امام احمد رضا بھی ایک حقیقت ہیں جن کو چھپانے کے لئے لاکھ جتن کئے گئے مگر وہ چھپ نہ سکے اور آج تو ان کے علم وحکمت، فضل وکمال اور تحقیق وتفتیش کا آفتاب نصف النہار پر ہے اور ایک جہان ان کی تحقیقات سے مشک بو ہے کوئی انہیں عالم معاشیات وطبعیات سمجھ رہا ہے تو کوئی ماہر قرآنیات وفقہیات۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ جملہ علوم وفنون کے ماہر تھے۔ جس موضوع پر قلم اٹھایا اس کے تمام گوشوں کو ایسا اجاگر کیا کہ بے ساختہ دل پکار اٹھتا ہے۔

ع جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

راقم کی معلومات ہی کیا جو اس بطل عظیم کے متعلق کچھ رقم کرنے کی جرأت کرے مگر ان کے ثنا خوانوں کی صف میں آنے کے لئے کچھ کج مج تحریر بطور خراج عقیدت پیش کرنے کا ضرور شوق رکھتا ہے۔

چونکہ ادھر کئی سال سے فقہ حنفی کی مایہ ناز کتاب ”ہدایہ“ احقر ہی کے زیر تدریس رہتی ہے اس کی ”کتاب الطہارۃ“ میں پانی سے متعلق کافی بحث ہے۔ جس کے لئے ”فتاوی رضویہ“ کو بھی متعدد بار مطالعہ میں رکھنے کا اتفاق ہوا کتاب کا جب بھی مطالعہ کیا انشراح صدر حاصل ہوا اور علم کا ایک نیا جلوہ نظر آیا اور بے ساختہ زبان پر امام وقت کیلئے آفریں صد آفریں کے کلمات جاری ہو گئے بالخصوص ماء مطلق و

مقید، رقت وسیلان اور ماء مستعمل کی ابحاث قابل دید ہیں جن کے مطالعہ سے امام احمد رضا کے وسعت مطالعہ، دقت نظر، اصابت فکر اور مہارت علمی کا واضح پتہ چلتا ہے اس وقت ان تمام ابحاث علمیہ کا احاطہ مقصود نہیں اور نہ ہی یہ راقم کے بس کا ہے البتہ پانی سے متعلق ماہرین ارضیات وطبعیات کے اقوال کے ساتھ امام احمد رضا کی چند تحقیقات ضرور پیش کروں گا تا کہ اہل علم پر امام احمد رضا کی عبقریت، طبعیات وارضیات پر مہارت کی ایک جھلک نظر آجائے اور پانی سے متعلق آپ کے نظریات سے ارباب علم و دانش متعارف ہوسکیں راقم اس کے لئے چند مسائل درج کرتا ہے۔

پہلا مسئلہ...... پانی کا رنگ

پانی اپنی اصل خلقت کے لحاظ سے طیب وطاہر ہوتا ہے البتہ اگر اس میں کوئی نجس چیز پڑ جائے تو وہ پاک رہ جائے گا یا ناپاک ہو جائے گا یہ ایک فقہی مسئلہ ہے جس کے متعلق قانون اسلام یہ ہے کہ پانی پاک ہوتا ہے اس کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی البتہ وہ (نجس) چیز جو اس کے رنگ، بو، مزہ کو بدل دے (حدیث شریف)

چونکہ اس حدیث پاک میں پانی کی رنگت بدلنے کا تذکرہ ہے اس لئے فقہی نقطۂ نظر سے بھی اس کی رنگت کے متعلق گفتگو ضروری ہوئی اور حدیث کی کامل شرح یقیناً اسی وقت ہوگی جب کہ پانی کے رنگ کی بھی وضاحت کردی جائے۔ چنانچہ اہل علم کے مابین یہ سوال اٹھا کہ پانی میں رنگ ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کون سا رنگ ہے۔ جب ان حضرات نے اس سلسلے میں تحقیق کی تو ان کے نظریات چند خانوں میں بٹ گئے ہم ان کو فتاوی رضویہ کی روشنی میں پیش کرتے ہیں۔

پہلا نظریہ: پانی کا کوئی رنگ نہیں ہے یہ علامہ احمد بن ترکی مالکی صاحب

وغیرہ کا خیال ہے، عصر حاضر کے ماہرین طبعیات وارضیات کے نزدیک پانی کا کوئی رنگ ہے یا نہیں راقم کو اس کی تحقیق نہیں البتہ فزکس کے جس بھی طالب علم سے سوال کیا اس نے یہی کہا کہ پانی کا کوئی رنگ نہیں ہے۔

دوسرا نظریہ: پانی کا رنگ سفید ہے یہ بعض علماء اسلام مثلا علامہ یوسف بن سعید اسمعیل مالکی قدس سرہ وغیرہ کا قول ہے۔

تیسرا نظریہ: پانی کا رنگ سیاہ ہے یہ نظریہ علامہ سفطی قدس سرہ کے بعض مشائخ کا ہے۔

چوتھا نظریہ: پانی کا رنگ سفید مائل بہ سیاہی ہوتا ہے یہ امام احمد رضا کی تحقیق ہے۔

امام احمد رضا نے فتاوی رضویہ میں اس سلسلہ میں ایک طویل بحث فرمائی ہے اور جن لوگوں کا نظریہ یہ ہے کہ پانی کا کوئی رنگ نہیں ہے یا پانی کا رنگ سفید ہے ان کے اقوال ونظریات دلائل وشواہد کی روشنی میں رد فرما کر تحقیقات انیقہ کے جواہر سے دامن علم کو بھر دیا ہے اس کی تفصیل امام ہی کے الفاظ میں ملاحظہ کریں فرماتے ہیں۔

پھلے نظریے کی تفصیل: بعض علماء کا خیال ہے کہ پانی بے لون (colourless) ہے خود کوئی رنگ نہیں رکھتا، حتی عرفہ الفاضل احمد بن ترکی

المالکی فی الجواہر الزکیۃ شرح المقدمۃ العشماویۃ بقولہ الماء جوہر لطیف سیال لالون لہ یتلون بلون انائہ۔

حتی کہ فاضل احمد بن ترکی مالکی نے مقدمہ عشماویہ کی شرح زکیہ میں پانی کی یہ تعریف کی ہے کہ پانی ایسا لطیف جوہر ہے جس کا اپنا کوئی رنگ نہیں بلکہ برتن کے رنگ سے رنگ اٹھاتا ہے۔ (فتاوی رضویہ ج ا ص ۵۴۷)

امام احمد رضا نے اس نظریہ پر متعدد وجوہ سے گرفت فرمائی ہے اور شرعاً وعقلاً دونوں پہلو سے اس کا رد فرما کر اس نظریہ کو غلط ثابت کیا ہے ہم ذیل میں آپ کی تحقیقی گفتگو درج کرتے ہیں۔

نظریہ مذکورہ پر امام احمد رضا کی تحقیقی بحث

آپ پانی کے اندر کسی رنگ کے نہ ہونے کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اور صحیح یہ کہ وہ ذی لون (coloured) ہے یہی امام فخر الدین رازی وغیرہ کا مختار ہے۔'' (حوالہ مذکورہ)

پھر اس پر چند وجوہ وشواہد پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وجہ اول: کلام فقہاء مسائل آب کثیر وآب مطلق وغیرہما میں ذکر لون متواتر ہے۔یعنی پانی کی بحث میں فقہاء کرام نے پانی کیلئے لون کو متواتر مقامات پر ذکر کیا ہے اگر اس کا کوئی رنگ نہ ہوتا تو کیونکر بار بار رنگ کا لفظ استعمال کرتے اسلئے معلوم ہوا کہ اِس کا کوئی نہ کوئی رنگ ضرور ہے۔

وجہ دوم: اور ابن ماجہ نے ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان الماء طهور لاینجسه الاماغلب علی طعمه اور یحه اولونه۔

امام طحاوی مرسلاً راشد بن مسعد سے راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"الماء لاینجسه شی، الاما غلب علی ریحه او طعمه او لونه، اقول " اور اصل حقیقت ہے، (ان حدیثوں کا مطلب ایک ہی ہے یعنی پانی پاک ہے اسے کوئی چیز نجس نہیں کرتی مگر وہ چیز جو پانی کے رنگ، بو، مزہ پر غالب آجائے) (حوالہ سابق ص ۵۴۸)

ان احادیث سے امام احمد رضا نے یہ ثابت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کے لئے لون کا لفظ استعمال فرمایا ہے جس کا معنی رنگ ہوتا ہے اور بلا کسی وجہ کے الفاظ کے حقیقی معنی چھوڑ کر مجازی معنی نہیں مراد ہوتے اس لئے یہاں لون سے پانی کے لئے حقیقتاً رنگ ہونا واضح ہے۔

وجہ سوم: مع ہذا مقرر ہوچکا کہ ابصار عادی دنیاوی کے لئے مرئی کا ذی لون (cloured) ہونا شرط ہے بلکہ مرئی نہیں مگر لون وضیاء تو پانی بے لون (clourless) کیوں کر ہوسکتا ہے، لہذا ابن کمال پاشا نے اس کے حقیقۃً ذی لون ہونے پر جزم کیا (حوالہ سابق)

یہ تیسری وجہ ہے کہ اہل علم کے نزدیک طے شدہ ہے کہ دنیا میں کسی چیز کو دیکھنے کے لئے عادۃً اسکا رنگ دار ہونا شرط ہے۔ جن چیزوں کا کوئی رنگ نہ ہوان کو دیکھا نہیں جاسکتا ہے اب اگر پانی کا کوئی رنگ

نہ مانا جائے تو لازم آئیگا کہ اسے بھی نہ دیکھا جا سکے حالانکہ یہ بالکل خلاف واقعہ ہے، اس لئے یہ امر مسلم ہے کہ پانی بے رنگ نہیں ہے بلکہ اس کا کوئی نہ کوئی رنگ یقینی طور پر ہوتا ہے۔

دوسرے نظریے کی تفصیل:

امام احمد رضا فرماتے ہیں

''پھر اس کے رنگ میں اختلاف ہوا بعض نے کہا سفید ہے فاضل یوسف بن سعید اسمٰعیل مالکی نے حاشیہ عشماویہ میں یہی اختیار کیا اور اس پر تین دلیل لائے''۔

اوّل: مشاہدہ

دوم: حدیث کہ پانی کو دودھ سے زیادہ سفید فرمایا۔

سوم: برف جم کر کیسا سفید نظر آتا ہے۔

جیسا کہ علامہ یوسف مالکی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اگر کوئی کہے کہ پانی کا رنگ جو پانی میں پایا جاتا ہے وہ کیسا ہے تو میں کہوں گا کہ جو رنگ نظر آتا ہے وہ سفید ہے اور اس کی شہادت اس حدیث سے بھی ملتی ہے جس میں پانی کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ وہ دودھ سے زیادہ سفید ہے اور اس پر یہ بات بھی دلالت کرتی ہے کہ پانی جم کر برف کی صورت میں زمین پر گرتا ہے تو اس کا رنگ بہت سفید نظر آتا ہے۔

(ترجمہ حوالہ سابق ص ۵۴۸)

علامہ مالکی نے اپنے نظریے کی تائید میں تین دلیلیں پیش کی ہیں امام احمد رضا نے ان دلائل پر جس محققانہ اسلوب میں کلام فرمایا ہے اس کے مطالعہ سے عقل حیران و ششدر رہ جاتی ہے اور پھر یہ کہنا پڑتا ہے کہ پانی کو سفید کہنے والے اگر امام .تت ں تحقیقات کو ملاحظہ کرتے تو یقیناً اپنی تحقیقات کو دیکھ کر پانی پانی ہو جاتے۔

نظریہ مذکورہ پر امام احمد رضا کے معروضات:

علامہ مالکی نے پانی کے سفید ہونے پر پہلی دلیل یہ دی تھی کہ مشاہدے اور دیکھنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ پانی کا رنگ سفید ہے امام احمد رضا نے اس دلیل پر چار معروضات پیش فرمائے اور لطف یہ کہ ان سب کا تعلق مشاہدے سے ہی ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

دلیل اوّل پر معروضات:

اقول اوّلاً بلکہ مشاہدہ شاہد کہ وہ سفید نہیں ولہٰذا آبی اس رنگ کو کہتے ہیں کہ نیلگونی کی طرف مائل ہو۔

ثانیاً سفید کپڑے کا کوئی حصہ دھویا جائے جب تک خشک نہ ہو اس کا رنگ سیاہی مائل رہے گا یہ پانی کا رنگ نہیں تو کیا ہے۔

ثالثاً دودھ جس میں پانی ملا ہو سفید نہیں رہتا ہے نیلاہٹ لے آتا ہے۔

رابعاً بحر اسود و اخضر و احمر مشہور اور اسی طرح ان کے رنگ مشہور ہیں اسود تو سیاہی ہے اور سبزی بھی ہلکی سیاہی ولہٰذا آسمان خضرا اور چرخ اخضر کہتے ہیں اور خط کو سبزہ سانولی رنگت کو حسن سبز اور سرخی بھی قریب سواد ہے اگر حرارت زیادہ عمل کرے سیاہ ہو جائے جس طرح بعد خشکی خون، گہری سرخی میں بالفعل سیاہی کی جھلک ہوتی ہے انگور سبز پھر سرخ پھر سیاہ ہو جاتا ہے۔ (حوالہ سابق)

امام موصوف نے علامہ مالکی کی پہلی دلیل پر یہ چار معروضات قائم فرما کر یہ ثابت کر دیا کہ پانی کا رنگ دیکھنے سے بھی سفید نہیں معلوم ہوتا ہے لہٰذا پانی کی سفیدی پر مشاہدہ کو بطور دلیل پیش کرنا درست نہیں۔

دلیل ثانی پر معروضات:

علامہ مالکی کی دوسری دلیل یہ تھی کہ حدیث میں پانی کو دودھ سے زیادہ سفید فرمایا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی کا رنگ سفید ہوتا ہے اس پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے فرمایا:

''حدیث مبارک دربارہ کوثر اطہر ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مطلق پانی کا رنگ سفید ہو اسی حدیث میں اس کی خوشبو مشک سے بہتر فرمائی صحیحین میں عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں''۔

میرا حوض ایک مہینے کی راہ تک ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور اس کی خوشبو مشک سے زیادہ عمدہ ہے (اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پانی کے اندر مہک ہوتی ہے) حالانکہ پانی اصلاً بو نہیں رکھتا ہے خود حاشیہ فاضل سفطی میں دو ورق بعد ہے ابن کمال پاشا نے کہا ہے کہ پانی کی بو بدلنے والے قول میں مجاز ماننا ضروری ہے کیونکہ اس کی اپنی کوئی بو نہیں ہے لہٰذا اس قول سے وہ بو مراد ہوتی ہے جو پانی پر طاری ہوتی ہے۔(حوالہ سابق)

چونکہ علامہ مالکی نے پانی کے سفید ہونے پر حدیث شریف سے استدلال کیا تھا اسی لئے امام احمد رضا نے بھی حدیث شریف سے ان پر معارضہ قائم فرمایا کہ اگر بقول آپ کے پانی کا رنگ مذکورہ حدیث پاک کی بنیاد پر سفید ہو تو لازم آئے گا کہ اسی حدیث پاک کی بنیاد پر پانی میں مہک بھی مانی جائے حالانکہ سب کا اتفاق ہے کہ پانی میں کوئی بو نہیں ہوتی ہے اس لئے اس حدیث پاک سے استدلال ناقابل قبول ہے۔

امام موصوف کا دریائے تحقیق اب مزید جوش میں آتا ہے اور ایک دوسری حدیث شریف ذکر فرما کر یہ ثابت کرتے ہیں کہ پانی کے سفید ہونے پر حدیث کو پیش کرنا درست نہیں ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

''اس کی ضد جہنم ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ منہا جس کی آگ اندھیری رات کی طرح کالی ہے مالک وبیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں''

کیا تم لوگ اسے اپنی اس آگ کی طرح سرخ سمجھتے ہو نہیں نہیں
وہ تو تارکول سے بھی بڑھ کر سیاہ ہے''۔ (ترجمہ حوالہ سابق)

اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ آگ کا اصل رنگ سیاہ ہو یا ہر آگ ایسی ہی ہو خود حدیث کا ارشاد ہے اسے اس آگ سا سرخ نہ جانو (کتاب مذکورہ، ص ۵۴۹)

یہاں تک تو علامہ مالکی کی دوسری دلیل پر معروضات تھے جن کو پڑھ کر طبیعت عش عش کر اٹھتی ہے اور امام احمد رضا کی ہمہ دانی کا سکہ دل پر خود بیٹھتا چلا جاتا ہے ذرا آپ غور فرمائیں کہ جس دلیل کی بنیاد علامہ مالکی نے مشاہدے پر رکھی تھی اس کے رد کی بنیاد مشاہداتی دنیا پر ہی رکھ رہے ہیں اور جس کا مدار حدیث پر رکھا ہے اس کو حدیث ہی کی روشنی میں نا قابل اعتبار ثابت کر رہے ہیں یہ امام احمد رضا کی وہ خدا داد لیاقت ہے جس کے آگے بڑی بڑی قد آور شخصیتیں بھی سر تسلیم خم کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں پاتی ہیں۔

دلیل ثالث پر معروضات:

علامہ مالکی نے پانی کے سفید ہونے پہ تیسری دلیل یہ دی تھی کہ پانی جم کر برف کی صورت میں جب زمین پر گرتا ہے تو نہایت سفید نظر آتا ہے اور چونکہ وہ

حقیقتاً پانی ہی رہتا ہے اس لئے پانی کا رنگ بھی سفید ہے ورنہ جم جانے کے بعد سفید نہ ہوتا۔

امام احمد رضا نے ان کی اس دلیل پر تین طریقے سے ایرادات قائم فرمائے اور طبعیات کی وہ نفیس بحث فرمائی کہ قلب وجگر شاد شاد ہو جاتا ہے ہم یہاں ان میں سے دو کا تذکرہ کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں۔

''بعد انجماد کوئی نیا رنگ پیدا ہونا اس پر دلیل نہیں کہ یہ اس کا اصلی رنگ ہے خشک ہونے پر خون سیاہ ہو جاتا ہے اور مچھلی کی سرخ رطوبت سفید اسی سے اس پر استدلال کیا گیا کہ وہ (مچھلی کی سرخ رطوبت) خون نہیں''۔

''ہوا کہ ضیا سے مستفید ہو رہی ہے جب جسم شفاف کے اندر داخل ہوتی ہے اس کے شفاف اور اس کے چمکدار ہونے سے وہاں ایک ہلکی روشنی پیدا ہوتی ہے جس سے سفیدی نظر آتی ہے جیسے موتی یا شیشے اور بلور کو خوب پیسیں تو اجزاء باریک ہو جانے سے ضیا ان کے مابین داخل ہوگی اور دقت فصل کے باعث ان باریک باریک اجزاء اور ان میں ہر دو کے بیچ میں اجزاء ضیا کا امتیاز نہ ہوگا اور ایک رنگ کہ دھوپ سے میلا اور ان کے اصلی رنگ سے اجلا ہے محسوس ہوگا یہ وہ سفیدی اور براقی ہے کہ ان میں نظر آتی ہے۔

یونہی دریا کے جھاگ بلکہ پیشاب کے بھی حالانکہ وہ یقیناً سفید نہیں اس کی سفیدی تو مرض ہے بلکہ آئینہ میں اگر درز پڑ جائے وہاں سفیدی معلوم ہوگی کہ اب تابندہ ہوا عمق میں داخل ہوئی یہی وجہ جمی ہوئی اوس کے سفید نظر آنے کی ہے کہ شفاف ہے اور اجزاء باریک اور چمکدار ہوا داخل۔ (کتاب مذکورہ، ص ۵۵۰)

امام احمد رضا کے اس ارشاد کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی چیز کا جم جانے کے بعد کسی

رنگ میں ہو جانا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اس کا اصلی رنگ بھی وہی ہو مثلاً خون کا رنگ سرخ ہوتا ہے مگر جب وہ خشک ہو جاتا ہے تو کالا ہو جاتا ہے اب اس بنیاد پر کوئی یہ کہے کہ خون کا رنگ سیاہ ہوتا ہے تو اسے ہرگز نہیں تسلیم کیا جاسکتا ہے اسی طرح پانی جم کر اگر سفید نظر آتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کا اصل رنگ بھی سفید ہوتا ہے۔

یہ ہے امام وقت کی وہ تحقیق انیق جس کے جلوے سے اہل فکر ونظر کے دل تازہ ہو جائیں روئے روح پر لطافت ونظافت کا غازہ دکھائی دینے لگے اور دیدہ وروں کی باچھیں کھل اٹھیں سچ کہا ہے کسی نے

تیری شان عالمانہ نے یہ ثابت کر دیا
تجھ کو ہے زیبا امامت سیدی احمد رضا

پانی جمنے پر سفید کیوں نظر آتا ہے:

علامہ مالکی نے برف کی سفیدی سے پانی کی سفیدی پر استدلال فرمایا تھا امام احمد رضا نے اپنے ساتویں معروضے میں اس پر تفصیلی بحث فرمائی اور ایک ماہر طبعیات کی حیثیت سے مسئلے کی حقیقی صورت سے اہل علم کو روشناس کرایا اور یہ واضح کیا کہ پانی جمنے کے بعد سفید کیوں دکھائی دیتا ہے بحث کا حاصل یہ ہے کہ برف کے سفید نظر آنے کی وجہ یہ ہے کہ جب کسی بھی شفاف جسم کے اندر چمکدار ہوا داخل ہوتی ہے تو جسم کے شفاف اور ہوا کے چمکدار ہونے کی وجہ سے وہاں ہلکی سی روشنی پیدا ہوتی ہے اسی لئے وہاں سفیدی نظر آتی ہے تو چونکہ پانی ایک شفاف مادہ ہے اور اس کے باریک اجزاء جب جمتے ہیں تو ان کے بیچ میں وہی چمکدار ہوا داخل ہو جاتی ہے اسی وجہ سے برف اور اوس وغیرہ سفید نظر آتے ہیں نہ یہ کہ خود پانی کا رنگ سفید ہوتا ہے۔

اور اس کو مثال سے یوں سمجھئے کہ پیشاب کی جھاگ سفید نظر آتی ہے اسی طرح سمندر میں جمع شدہ جھاگ کو دیکھئے وہ بھی سفید نظر آتی ہے اب کوئی یہ کہے کہ پیشاب کا رنگ بھی سفید ہوتا ہے تو یہ غلط ہوگا کیونکہ خالص سفید پیشاب کا آنا مرض کی علامت ہے معلوم ہوا کہ جمنے کے بعد اگر کسی چیز پر کوئی رنگ آجاتا ہے تو یہ کوئی ضروری نہیں کہ وہی اس کا اصلی رنگ بھی ہو۔ لہٰذا اگر پانی جم کر سفید محسوس ہوتا ہے تو اس کی بنا پر یہ استدلال نہیں کیا جا سکتا کہ پانی کا طبعی رنگ بھی سفید ہو۔

(ملخصاً فتاویٰ رضویہ، ص ۵۵۰)

امام احمد رضا نے اپنے فتاویٰ کی کتاب میں اس مسئلے کی جس دقت نظر کے ساتھ تشریح فرمائی ہے اسے دیکھنے کے بعد محسوس ہوتا ہے کہ یہ کوئی فقہی کتاب نہیں بلکہ کسی ماہر طبعیات نے طبعیات کی گتھیاں سلجھانے کے لئے دقائق ونکات علمیہ سے کتاب کو بھر دیا ہو اسی لئے جس نے جس حیثیت سے امام احمد رضا کو سمجھنے کی کوشش کی اسی حیثیت سے انہیں امام پایا اس حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے جامع معقول ومنقول مفتی شبیر حسن صاحب رضوی مدظلہ العالی رقمطراز ہیں۔

''اس کا ہر خط اس کے مرکز علم سے مساوی تھا اس کا قطر علم ہند کے قطر علم کے ہم پلہ تھا اس کے جلالت علمی کا آفتاب ہمیشہ خط استوا اور نصف النہار پر رہا وہ ایشیاء کا ایسا عظیم مفکر تھا جس کے سامنے یورپ وامریکہ کے بڑے بڑے قد آور مفکرین اور ماہرین ہیئت وجغرافیہ بونے نظر آتے ہیں''

الحاصل اس نابغۂ روزگار شخصیت کو جس علم میں جس حیثیت سے بھی دیکھا جائے وہ اسی حیثیت سے اس فن میں امام ہی نہیں بلکہ امام الائمہ معلوم ہوتے ہیں۔

(امام احمد رضا اور علوم عقلیہ، ص ۱۰، ۱۱)

تیسرے نظریے کی تفصیل:

امام احمد رضا رقمطراز ہیں

''اور بعض نے پانی کا رنگ سیاہ بتایا اور اس پر اس حدیث سے سند لائے کہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا اے میرے بھانجے خدا کی قسم ہم ایک ہلال دیکھتے پھر دوسرا پھر تیسرا دو مہینوں میں تین چاند اور کاشانہ ہائے نبوت میں آگ روشن نہ ہوئی عروہ نے عرض کیا اے خالہ پھر اہل بیت کرام مہینوں کیا کھاتے تھے فرمایا بس دو سیاہ چیزیں چھوہارے اور پانی'' (فتاوی رضویہ ج اص ۵۵۰)

خلاصہ یہ ہے کہ جن حضرات کے خیال میں پانی کا رنگ کالا ہوتا ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ حدیث میں پانی کو اسود (کالا) کہا گیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ پانی کا رنگ کالا ہوتا ہے ان حضرات کی دلیل کے بعض دیگر حضرات نے چند جوابات دیئے ہیں جن کو علامہ سفطی نے حاشیہ سفطی میں نقل کیا ہے امام احمد رضا نے ان کو فتاوی رضویہ میں ذکر کیا ہے عبارت عربی ہے ہم اس کا ترجمہ تحریر کرتے ہیں امام احمد رضا فرماتے ہیں۔

مذکورہ نظریہ کی دلیل کے جوابات:

''علامہ سفطی ام المومنین رضی اللہ عنہا کی حدیث کو بیان کر کے فرماتے ہیں کہ اس کا ایک جواب یہ دیا گیا ہے کہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے کھجور کو غالب قرار دے کر پانی کو بھی سیاہ فرمادیا ہے (ایسا کلام عرب میں واقع ہے کہ دو چیزوں میں سے ایک غالب مان کر دونوں کو ایک لفظ سے تعبیر کر دیتے ہیں جیسے سورج اور

چاند دونوں کو قمرین کہہ دیا جاتا ہے اسی طرح سیاہ تو اصل میں کھجور ہی ہوتا ہے مگر اس کو غالب مان کر کھجور اور پانی دونوں کو اسود کہہ دیا گیا) وجہ یہ ہے کہ کھجور خوراک اور پانی مشروب ہے اور خوراک کو مشروب پر فضیلت ہوتی ہے اس لئے کھجور کو غالب مان کر ''اسودان'' کہا گیا ہے ورنہ حقیقتاً اس کا رنگ سیاہ نہیں ہے۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ اس وقت کے برتنوں میں کثرت دباغت کی بنا پر سیاہی غالب رہتی تھی تو برتن کی سیاہی کو پانی کی طرف منسوب کر کے پانی کو ہی مجازاً کالا کہہ دیا گیا۔ (حوالہ سابق ترجمہ از عربی)

(مذکورہ جوابات پر امام احمد رضا کی تنقیدات)

علامہ سفطی نے آگے چل کر فرمایا ہے کہ جو جوابات میں نے ذکر کئے ہیں وہ شیخ محترم علامہ عیدروس سے حاصل ہوئے اور میرے شیخ اور علامہ شیخ امیر کے نزدیک بھی وہ جوابات معتبر ہیں مگر امام احمد رضا نے ان جوابات پر جو تنقید فرمائی وہ انہیں کا حصہ ہے آپ فرماتے ہیں:

''اولاً تو معاملہ یہ ہے کہ تغلیب میں مجاز ہوتا ہے (یعنی دو چیزوں میں سے کسی ایک کو دوسرے پر غلبہ دے کر دونوں کو ایک ہی لفظ سے تعبیر کر دینا مثلاً چاند اور سورج کو قمرین کہہ دینا ظاہر ہے کہ اس میں سورج کو قمر کہنا مجازاً ہے اس لئے جب تک یہ نہ ثابت ہو جائے کہ پانی میں کالا پن نہیں ہوتا ہے اس وقت تک یہ نہیں کہا جاسکتا کہ پانی پر اسود کا اطلاق مجازاً کر دیا گیا ہے۔

اور ثانیاً تغلیب کا عمل ناموں میں ہوتا ہے مثلاً حضرت ابو بکر و عمر

رضی اللہ عنہما کو عمرین اور چاند و سورج کو قمرین کہا جاتا ہے دو متضاد صفتوں میں تغلیب کا اعتبار نہیں ہوتا ہے چنانچہ ایک اچھی اور ایک خراب چیز کو جیدان (دو اچھی چیزیں) اسی طرح ایک طویل اور ایک پست قد کو طویلان (دو لمبے آدمی) وغیرہ یونہی ایک عالم اور ایک جاہل کو عالمان (دو عالم) نہیں کہا جا سکتا۔ کیا جس نے گوشت کھایا اور پانی پیا تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ اسودان (دو سیاہ چیزیں) ہیں۔

اور ثالثاً آپ نے (علامہ سفطی نے ما سبق میں لکھا ہے) خود کہا ہے کہ جب پانی سبز برتن میں رکھا جائے تو سبزی پانی کے ساتھ قائم نہ ہوگی اسی طرح مشکیزہ کا رنگ سیاہ ہو تو اس کی سیاہی کی وجہ سے پانی کو کیوں کر سیاہ کہا جا سکتا ہے اس لئے بلا دلیل مجاز کیسے ہو سکتا ہے۔ (فتاوی رضویہ ج ا ص ۵۵۱)

اب ان دقیقہ سنجیوں اور باریک بینیوں کو بار بار پڑھیے اور امام احمد رضا کی دقت نظر، اصابت فکر اور علمی جولانی کے جلوے کا ماتھے کی آنکھوں سے نظارہ کیجئے تو یقیناً آپ کو کہنا پڑیگا کہ امام احمد رضا کی عبقریت اور جملہ علوم وفنون پر ان کی مہارت تامہ بلاشبہ ایک عطیہ ربانی ہے ذلک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء۔

چوتھا نظریہ:

راقم السطور پانی کی رنگت سے متعلق تین نظریات و خیالات کو تفصیل کے ساتھ پیش کر چکا ہے اور ان خیالات پر امام احمد رضا کے خیالات کو بھی حیطہ تحریر میں لا کر ان کی مہارت علمی کی ایک جھلک دکھا دی ہے اب آئیے پانی کی رنگت سے متعلق

ایک تحقیق اور ملاحظہ فرمایئے جسے عطر تحقیق کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا یہی امام احمد رضا کی تحقیق ہے آپ تحریر فرماتے ہیں۔

''اقول حقیقت امر یہ ہے کہ پانی خالص سیاہ نہیں مگر اس کا رنگ سفید بھی نہیں میلا مائل بہ سواد خفیف ہے اور وہ صاف سفید چیزوں کے مقابل آکر کھل جاتا ہے جیسا کہ ہم نے سفید کپڑے کا ایک حصہ دھونے اور دودھ میں پانی ملانے کی حالت بیان کی۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی رضویہ ج ا ص ۵۵۱)

یعنی پانی کا رنگ سفید مائل بہ سیاہی ہوتا ہے۔

دوسرا مسئلہ: پانی میں مسامات ومنافذ (pores)

نظریۂ سائنس: ماہرین طبعیات کا نظریہ ہے کہ پانی کے اندر مسامات ومنافذ (pores) ہوتے ہیں پہلے اپنے اس دعوی پر ان کی پیش کردہ دلیل کو ہم ذکر کریں گے بعدہ امام احمد رضا نے اس سلسلہ میں جو تحقیق فرمائی ہے اسے حیطۂ تحریر میں لانے کی کوشش کریں گے۔

ماہرین طبعیات کی دلیل:

جو حضرات پانی کے اندر مسامات (pores) مانتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ اگر ہم پانی میں شکر ڈالتے ہیں تو چند لمحوں کے بعد شکر پانی میں حل ہو جاتی ہے اور شکر گھلنے کے بعد پانی کے اندر کچھ اضافہ نہیں ہوتا ہے اس کا حجم (volume) جتنا پہلے رہتا ہے اتنا ہی شکر گھل جانے بعد بھی رہتا ہے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ پانی کے اندر باریک باریک سوراخ ومسام ہیں شکر انہیں

میں چلی جاتی ہے اس بات کو حضرت مفتی شبیر حسن صاحب رضوی مدظلہ العالی کے الفاظ میں ملاحظہ کریں وہ لکھتے ہیں۔

فلسفۂ جدیدہ کا دعوی ہے کہ پانی میں منافذ و مسامات ہیں اور مسامات ہونے پر فلسفۂ جدیدہ کی دلیل یہ ہے کہ شکر ڈالنے سے پانی میں حل ہو جاتی ہے اور اس کا حجم نہیں بڑھتا لہذا اگر پانی میں مسامات نہ ہوتے تو حجم ضرور بڑھتا شکر کا حل ہو جانا اور حجم کا نہ بڑھنا منافذ و مسامات ہونے کی دلیل ہے۔

(امام احمد رضا اور علوم عقلیہ ص ۶۷)

دلیل مذکور کا جواب امام احمد رضا کی زبانی:

امام احمد رضا نے اہل طبعیات کی مذکورہ دلیل کا جواب دوٹوک میں دے دیا ہے جس کو پڑھ کر ایسا لگتا ہے کہ ان حضرات نے اس مسئلہ میں کبھی غور وفکر کیا ہی نہیں بلکہ اپنی ہمہ دانی کے نشہ میں صرف ایک ایسا دعوی کر گئے جس کی کوئی حقیقت نہیں تھی۔

امام موصوف فرماتے ہیں۔

مسام ہونے پر فلسفۂ جدیدہ کی یہ دلیل کہ شکر ڈالنے سے پانی میں حل ہو جاتی ہے اور اس کا حجم نہیں بڑھتا مقبول نہیں۔

جب زیادت قدر احساس کو پہونچے گی ضرور حجم بڑھنا محسوس ہوگا۔

(الملفوظ ج ا ص ۱۴۸)

یعنی فلسفۂ جدیدہ کی دلیل ہی غلط ہے کیونکہ اگر زیادہ شکر پانی میں ڈالی جائے تو گھلنے کے بعد ضرور پانی کا حجم بڑھے گا اور اسے محسوس بھی کیا جائے گا ہاں تھوڑی

شکر ڈالنے سے یہ محسوس نہیں ہو پاتا ہے کہ پانی کا حجم بڑھا یا نہیں بہر حال بڑھتا ضرور ہے مگر کبھی اس کا احساس ہو جاتا ہے اور کبھی نہیں ہو پاتا اس لئے شکر گھلنے کی کیفیت سے پانی کے اندر مسام ہونے پر دلیل لانا درست نہیں ہے۔

ایک اور استدلال اور اس کا جواب:

امام احمد رضا نے فلاسفہ کی دلیل کا جواب دینے کے بعد مزید آگے فرمایا کہ ممکن ہے کوئی فلسفی اپنے اس مدعا پر ایک دوسرے طریقے سے دلیل پیش کرے مگر وہ بھی صحیح نہیں ہے، ہم وہ دلیل اور اس کا جواب امام احمد رضا ہی کے الفاظ میں ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں۔

''مگر ایک استدلال اس پر یہ خیال میں آتا ہے کہ حوض کے کنارے ایک شخص کھڑا ہے دوسرا غوطہ لگائے اور باہر والا شخص باآواز پکارے اگر (پانی میں) مسام ہیں تو ضرور سنے گا اور سنتا ہے تو معلوم ہوا کہ مسام ہیں بخلاف اس کے ایک کمرہ صرف آئینوں کا فرض کیجئے جس میں کہیں روزن (ventilator) نہ ہو اس کے اندر کی آواز باہر نہ آئے گی اور باہر کی اندر نہ جائے گی اگرچہ اندر باہر دو شخص متصل (closeby) کھڑے ہو کر ایک دوسرے کو باآواز بلند پکاریں''۔

(الملفوظ ج ا ص ۱۴۹)

پانی اندر مسام ہونے پر مذکورہ استدلال کو امام احمد رضا نے ذکر کر کے اس کا خود ہی جواب دیا ہے اور چند جملوں میں ایسے علمی نکات پیش کر دئے ہیں کہ طبیعت جھوم جھوم اٹھتی ہے لکھتے ہیں.

مگر یہ (مذکورہ بالا) استدلال بھی کافی نہیں آواز پہونچنے کیلئے

خلاء فاصل میں تموج چاہئے مسام کی کیا حاجت؟

ہاں جہاں تموج نہ ہو بذریعہ مسام پہونچے گی۔ آئینے میں نہ تموج نہ مسام لہذا نہ پہونچے گی۔ پختہ وخام عمارات میں تموج نہیں منافذ ومسامات ہیں ان سے پہونچتی ہے۔ آب وہوا خود اپنے تموج سے پہونچاتے ہیں اور یہ ہی اصل ذریعۂ صوت ہے، ہوا میں تموج زائد ہے کہ پانی سے الطف ہے وہ زیادہ پہونچاتی ہے اور پانی کم تالاب میں دو شخص دونوں کناروں پر غوطہ لگائیں اور ان میں سے ایک اینٹ پر اینٹ مارے دوسرے کو آواز پہونچے گی مگر نہ اتنی کہ ہوا میں۔ (حوالہ سابق)

آپ ان عبارتوں کو بغور پڑھئے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلام کسی عالم دین کا نہیں ماہر صوتیات (phonetician) اور علم الصوت پر دستگاہ کامل رکھنے والے کسی سائنس داں کا ہے جو آوازوں کے اسرار ورموز کے چہروں سے پردہ اٹھا رہا ہے، ان چند جملوں میں جہاں فلاسفہ کی دلیل کا جواب دیا ہے وہیں یہ بھی مسئلہ واضح کردیا ہے کہ آوازیں کس طرح ایک دوسرے کے کان تک پہونچتی ہیں اور کہاں جلدی آواز پہونچتی ہے اور کہاں دیر میں۔

مسامات سے متعلق امام احمد رضا کا نظریہ:

آپ حضرات نے ماہرین طبعیات کا یہ نظریہ ملاحظہ کرلیا ہے کہ پانی میں مسامات ہوتے ہیں ان کے اس نظریہ کی دلیل اور اس کا جواب بھی ملاحظہ کر چکے ہیں اب آیئے اس سے متعلق امام احمد رضا کا بھی نظریہ ملاحظہ کیجئے آپ سے کسی نے پوچھا۔

عرض - پانی میں مسام ہیں یا نہیں۔

ارشاد- نہیں کہ پانی میں بالطبع خلا (space) بھرنے کی قوت رکھی گئی ہے ضرور ہے کہ جو مسام فرض کئے جائیں وہ پانی کہ ان (مسامات) کے اوپر ہے ان کی طرف اترے گا اور انہیں بھرے گا (حوالہ سابق)

یہ ہے امام احمد رضا کا نظریہ کہ پانی میں مسامات نہیں ہوتے بلکہ فطری طور پر ان کے اندر خلاء کو پر کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔

تیسرا مسئلہ- زمزم افضل یا کوثر؟

علماء کرام نے پانی کے متعلق گفتگو کے دوران یہ گوشہ بھی اجاگر کیا ہے کہ دنیا میں سب سے افضل واشرف اور محترم پانی کون ہے سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے بھی اس سلسلہ میں کلام فرمایا ہے اور علماء کرام کے اقوال وارشادات کے ساتھ ساتھ اپنی تحقیق انیق سے اہل علم کو آشنا کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

''علماء کرام کو اس اجماع اعنی قول متیقن ناصالح نزاع کے بعد کہ سب پانیوں میں افضل وہ پانی ہے جو اس بحر بے پایاں کرم ونعم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتان مبارک سے بارہا نکلا اور ہزاروں کو سیراب وطاہر کیا''۔ **زمزم افضل ہے یا کوثر؟**

یعنی علماء ملت اسلامیہ کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ دنیا وآخرت میں جتنے قسم کے بھی پانی ہیں ان سب میں سب سے افضل پانی وہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس انگلیوں سے معجزہ کے طور پر نکلا اور جسے صحابہ کرام نے پی کر اپنی تشنگی بجھائی اور طہارت حاصل کی کائنات میں اس پانی کی افضیلت پر اتفاق کے بعد علماء کرام کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ آب زمزم شریف افضل ہے یا آب کوثر۔

زمزم افضل یا آب کوثر

اس مسئلہ میں دو نظریہ ہے ایک یہ کہ زمزم شریف افضل ہے دوسرا یہ کہ آب کوثر افضل ہے۔

پہلا نظریہ اور اس کی دلیل

امام احمد رضا قدس سرہ رقمطراز ہیں:

شیخ الاسلام سراج الدین بلقینی شافعی نے فرمایا کہ زمزم افضل ہے کہ شب اسریٰ ملائکہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دل مبارک اس سے دھویا حالانکہ وہ آب کوثر لاسکتے تھے اور اللہ عزوجل نے ایسے مقام پر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اختیار نہ فرمایا مگر افضل۔

(علامہ) شمس الدین رملی نے اس میں سراج کا اتباع کیا فتاویٰ علامہ شمس الدین محمد رملی شافعی میں ہے۔

"افضل المیاہ ما نبع من بین اصابعہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقد قال البلقینی ان ماء زمزم افضل من الکوثر لان بہ غسل صدر النبی صلی اللہ علیہ وسلم و لم یکن یغسل الابافضل المیاہ۔

یعنی افضل ترین پانی وہ ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگلیوں سے نکلا اور بلقینی نے فرمایا کہ زمزم کا پانی کوثر سے افضل ہے کیونکہ اس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سینہ مبارک دھویا گیا اور اس کا دھونا افضل پانی سے ہی ہوسکتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ مترجم، ج ۳، ص ۲۴۵)

اس دلیل پر اعتراض

امام احمد رضا قدس سرہ رقمطراز ہیں

''اس پر اعتراض ہوا کہ زمزم تو سیدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہوا اور کوثر ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔ تو لازم کہ کوثر ہی افضل ہو۔

اعتراض کا جواب

اس اعتراض کا جواب علامہ اجل ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ بحث اس میں ہے کہ دنیا میں سب سے افضل کون پانی ہے تو دنیاوی اعتبار سے زمزم افضل ہے البتہ آخرت کے لحاظ سے افضلیت آب کوثر کو حاصل ہے علامہ موصوف کے اس جواب کو امام احمد رضا قدس سرہ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

''امام ابن حجر مکی نے جواب دیا کہ کلام دنیا میں ہے آخرت میں بیشک کوثر افضل ہے''

اس کے بعد امام احمد رضا قدس سرہ نے علامہ ابن حجر کا اصل عربی جواب نقل کرتے ہوئے لکھا ہے

(سُئل) ایما افضل ماء زمزم او الکوثر (فاجاب) قال شیخ الاسلام البلقینی ماء زمزم افضل لان الملائکة غسلوا به قلبه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم حین شقوه لیلة الاسراء مع قدر تهم علی ماء الکوثر فاختیاره فی هذاالمقام دلیل علی افضلیته ولا یعارضه انه عطیة اللہ

تعالیٰ لاسماعیل علیه الصلوٰة والسلام والکوثر عطیة الله تعالیٰ لنبینا صلی الله علیه وسلم لان الکلام فی عالم الدنیا لا الآخرة ولا مریة ان الکوثر فی الآخرة من اعظم مزایا نبینا صلی الله تعالیٰ علیه وسلم۔

یعنی آپ سے پوچھا گیا کہ کیا آب زمزم افضل ہے یا کوثر؟ تو اس کے جواب میں آپ نے فرمایا شیخ الاسلام بلقینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آب زمزم افضل ہے کیونکہ معراج کی رات اس سے فرشتوں نے آپ کے قلب مبارک کو کھول کر غسل دیا تو کوثر کے استعمال پر قدرت کے باوجود زمزم کو ترجیح دینا اس کی افضلیت کی دلیل ہے اور زمزم کا حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اور کوثر کا ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطیہ ہونا اس کو معارض نہیں کیونکہ گفتگو دنیا کے پانی سے متعلق ہے اور کوثر تو آخرت کا پانی ہے۔ آخرت کے لحاظ سے بلا شبہ کوثر کو بہت بڑا اعزاز ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے گا۔ (فتاویٰ رضویہ مترجم، ج ۳، ص ۲۴۵/۲۴۶)

علامہ شیخ الاسلام سراج الدین بلقینی علامہ شمس الدین رملی علامہ ابن حجر مکی علیہم الرحمہ یہ سب حضرات شافعی المسلک ہیں ان کے ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ ائمۂ شوافع کے نزدیک دنیا کے پانیوں میں زمزم شریف سب سے افضل ہے اور آخرت میں کوثر افضل ہے اب رہی بات ائمہ حنفیہ کی تو اس کے متعلق امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں۔

اس وقت اس مسئلہ پر کلام اپنے علماء سے نظر فقیر میں نہیں (حوالہ سابق)

دوسرا نظریہ اور اس کی دلیل

اس سلسلہ میں امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنا یہ نظریہ تحریر فرمایا کہ میرے نزدیک دنیا و آخرت ہر لحاظ سے آب کوثر افضل واشرف اور آب زمزم سے زیادہ پُرعظمت ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

''اور وہ کہ فقیر کو ظاہر ہوا تفضیل کوثر ہے (حوالہ سابق)''

امام موصوف نے اس مقام پر جس محققانہ اسلوب میں کلام فرمایا ہے اس کی نظیر اور کسی کتاب میں شاید مل سکے اہل علم تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ کے اس مقام کا مطالعہ کریں اگر راقم ان سب کو یہاں نقل کرے تو کلام خاصا طویل ہو جائے گا اس لئے امام موصوف نے تمام تحقیقی بحثوں کے بعد جو عطر تحقیق پیش کیا ہے اسے ارباب عقل و خرد کے سامنے پیش کر دینا چاہتا ہے تا کہ ان حضرات کے مشام جان بھی معطر ہو جائیں اور دل کی کلیاں کھل اٹھیں امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنی تحقیق عربی زبان میں پیش کی ہے ہم اس کا ترجمہ نقل کرنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں آپ لکھتے ہیں:

''یہاں فضیلت سے قدر وفخر کی عظمت و بلندی مراد ہے اور فضیلت کا یہ معنی دنیا یا آخرت کے لحاظ سے نہیں بدلتا کہ دنیا میں ایک چیز دوسری کے مقابلہ میں عنداللہ بڑی قدر والی ہو اور جب آخرت برپا ہو تو معاملہ الٹا ہو جائے ایسا ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ آخرت میں عنداللہ وہی چیز قدر و منزلت والی ظاہر ہوگی جو یہاں دنیا میں بھی ایسی ہوگی جو چیز آخرت میں افضل ہوگی وہ ذاتی طور پر افضل ہوگی اور جو چیز ذاتی طور پر افضل ہوگی وہ ہر جگہ افضل ہوگی اور جب آپ نے آخرت میں کوثر کے

افضل ہونے کا اعتراف کرلیا تو ضروری ہے کہ وہ دنیا وآخرت دونوں میں افضل ہو۔

اور کیوں نہ ہو کہ زمزم دنیا کا پانی ہے اور کوثر آخرت کا پانی ہے اور آخرت کا درجہ اور فضیلت بڑی ہے۔ نیز کوثر کا پانی جنت سے نکلتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کوثر میں دو میزاب گرتے ہیں دونوں جنت سے گرتے ہیں ایک سونے کا دوسرا چاندی کا ہے اور حضور علیہ السلام نے فرمایا غور کرو اللہ تعالیٰ کا سامان گراں قیمت والا ہے اور اللہ تعالیٰ کا سامان جنت ہے پھر کوثر حضور علیہ السلام کی امت کے لئے وہاں زیادہ نفع بخش ہے جو بھی اسے نوش کرے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا اور نہ ہی اس کا چہرہ کبھی سیاہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے کوثر حضور افضل الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان فرمایا ہے لہٰذا کوثر ہی سب سے افضل ہے'' (فتاویٰ رضویہ مترجم، ج ۳، ص ۲۴۸/۲۴۹)

حاصل بحث یہ کہ امام احمد رضا قدس سرہ نے عقل ونقل دونوں اعتبار سے یہ ثابت کردیا کہ آب کوثر کو آب زمزم پر ہر لحاظ سے برتری وبلندی حاصل ہے اور انہوں نے اپنے اس نظریہ کی تائید میں جو تحقیقی مواد فراہم کیا ہے اہل علم وانصاف اسے دیکھ کر عش عش کر بیٹھیں یہی امام احمد رضا کا وہ کمال ہے کہ جس کے سامنے بڑی سے بڑی قد آور شخصیتیں بھی چھوٹی محسوس ہونے لگتی ہیں اور امام موصوف کی خداداد لیاقت وصلاحیت اور عبقریت کا اعتراف اہل انصاف دل کھول کر کرتے نظر آتے ہیں بلکہ مولوی ابوالحسن علی ندوی جیسے مخالف کو بھی کہنا پڑتا ہے۔

''وہ نہایت کثیر المطالعہ وسیع المعلومات اور متبحر عالم تھے رواں دواں قلم کے

مالک اور تصنیف وتالیف میں جامع فکر کے حامل تھے''

فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر معلومات کی حیثیت سے اس زمانہ میں ان کی نظیر نہیں ملتی۔ (نزھۃ الخواطر ج ۸، ص ۴۱)

پانی کے حوالے سے امام احمد رضا قدس سرہ کی ان تحقیقات کو راقم نے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے نکلنے والے ''آفتاب میگزین'' کے لئے محترم فریدی صاحب زیدحبہ ایڈیٹر ''آفتاب میگزین'' کی خواہش پر قلمبند کیا تھا جب اس مقالہ کو مخدوم معظم فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی قدس سرہ نے ملاحظہ کیا تو فرمایا اسے رسالہ کی شکل میں نکلنا چاہئے۔ حضور فقیہ ملت علیہ الرحمہ کی زبان فیض سے نکلی ہوئی بات پوری ہوئی اور آج وہ مقالہ رسالہ کی صورت میں آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

یہ حقیر نذرانہ امام احمد رضا کی بارگاہ میں قبول ہوجائے تو میری ارجمندی کی معراج ہوگی اور اہل علم اگر اسے پسند فرمالیں تو میں سمجھوں گا کہ محنت ٹھکانے لگی۔

وما توفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم۔

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضاؔ مسلّم
جس سمت آ گئے ہو سکّے بٹھا دیئے ہیں

رضوی فاؤنڈیشن پاکستان

E-mail: rizvifoundation@hotmail.com

Design by: Raees 0300-4523995